جناب ملک عبدالرشید عراقی

تدوینِ حدیث

حدیث کی تعریف

آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو اس دنیا میں مبلّغ و معلّم بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اور دینِ الٰہی کی آخری و مکمل کتاب قرآنِ مجید آپ کو عطار کی گئی تھی۔ اس مقدس کتاب کو آپ نے سنایا۔ سمجھایا۔ لکھوایا یاد کرایا اور اس پر پورا عمل کر کے آپ نے امت کو دکھایا آپ کی پوری زندگی قرآنِ مجید کی عملی تفسیر تھی۔ علمائے کرام نے حدیث کی یہ تعریف کی ہے کہ

> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وَ سلّم کے اقوال و افعال اور ایسے واقعات جو آپ کے سامنے پیش آئے۔ اور اُن میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی (جسے اصطلاحًا تقریر کہتے ہیں) غرض پیغمبر صلی اللہ علیہ و سلم کے اقوال و افعال و تقریر کا نام حدیث ہے۔"

دین میں حدیث و سنّت کا مقام

امت محمدیہ میں یہ عقیدہ شروع سے متفق علیہ چلا آ رہا ہے کہ حدیثِ نبوی قرآن کا بیان اور اس کی شرح ہے پس اگر قرآن کی تشریعی حیثیت تسلیم کی جاتی ہے۔ تو اس کے بیان و شرح کی بھی تشریعی حیثیت ماننی پڑے گی۔ قرآنِ مجید اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ و سلم پر علمائے حق کی عمیق و وسیع نظر ہے۔ وہ اس سے بخوبی واقف ہیں کہ احادیثِ صحیحہ تمام تر قرآن مجید کے کلی و عمومی احکام کے تحت مندرج ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے قرآنِ مجید کی تشریح فرمائی ہے۔ امام شاطبی (م ۷۹۰ھ) فرماتے ہیں

فکانت السنۃ بمنزلۃ التفسیر والشرح لمعانی احکام الکتاب [1]

سنت کتاب اللہ کے احکام کے معانی کے لیئے تفسیر و شرح کا درجہ رکھتی ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں

علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے۔ تو علم حدیث شہ رگ کی۔ یہ شہ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضاء و جوارح تک خون پہنچا کر ہر آن ان کے لیئے تازہ زندگی کا سامان پہنچاتا رہتا ہے آیات کا شانِ نزول اور ان کی تفسیر، احکام القرآن کی تشریح وتعیین، اجمال کی تفصیل، عموم کی تخصیص، مبہم کی تعیین، سب علم حدیث کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے اسی طرح حامل قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور حیاتِ طیبہ اور اخلاق و عاداتِ مبارکہ اور آپ کے اقوال و اعمال اور آپ کے سنن و مستحبات اور احکام و ارشادات اسی علم حدیث کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں اسی طرح خود اسلام کی تاریخ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال اور ان کے اعمال و اقوال اور اجتہادات و استنباطات کا خزانہ بھی اسی کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ اس بنا پر اگر کہا جائے تو صحیح ہے، کہ اسلام کے عملی پیکر کا صحیح مرقع اسی علم کی بدولت مسلمانوں میں ہمیشہ کے لیئے موجود و قائم ہے اور انشاء اللہ تاقیامت رہے گا [2]

حکمت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے

حکمت سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اور قرآنِ مجید نے نہایت صراحت کے ساتھ کہا ہے۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایاتہ و یزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ [3]

[1] الموافقات ج ۴ ص ۱۰ [2] مقدمہ تدوین حدیث از مولانا مناظر احسن گیلانی (م ۱۹۵۹ء) ص ۳۰ [illegible]

بے شک اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ایمان والوں پر کہ بھیجا ان میں
رسول انہیں میں سے جو پڑھتا ہے ان پر اس کی آیات اور ان کو
سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اللہ اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

یہ آیت قرآنی صاف بتاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کام صرف قرآن پڑھ کر سنانا ہی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ کتاب و حکمت کی تعلیم بھی فرائض رسالت میں داخل ہے اور جمہور علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ حکمت کے معنی شریعت کے وہ احکام اور دین کے وہ اسرار ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرمایا ہے۔ امام شافعی لکھتے ہیں

سمعت من ارضی من اهل العلم بالقرآن یقول
الحکمة سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم [1]

میں نے قرآن کے ان اہل علم سے جن کو میں پسند کرتا ہوں
یہ سنا کہ حکمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا نام ہے۔

حدیث کی تشریعی حیثیت

قرآن مجید کی حیثیت متن کی ہے۔ اور حدیث کی حیثیت شرح کی ہے۔ اور قرآن مجید کے مجملات اور مشکلات کی تفصیل اور عملی تشکیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال اور آپ کے احوال جانے بغیر نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ مراد الٰہی کے مبیّن یعنی بیان کرنے والے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے؛

وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس ما نزل الیهم [2]

اور آپ پر ہم نے یہ یادداشت نازل کی تاکہ جو کچھ ان کی طرف
اتارا گیا ہے آپ اس کو کھول کر بیان کر دیں۔

قرآن مجید میں وضوء، غسل، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، درود، جہاد، ذکرِ الٰہی، اسی طرح نکاح، طلاق، بیع و شراء، اخلاق و معاشرت، سیاسیات، ملت، اور فصلِ قضایا و خصومات، غرض جملہ احکام دین کے متعلق کلی احکام موجود ہیں۔ اور ان کو اجمالاً بیان کیا گیا ہے۔ مگر ان احکام کی تشریح اور ان کے جزئیات کی تفصیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ اسی لیئے آپ کی اطاعت درحقیقت

[1] الرسالہ ص ۲۲ [2] النحل - ۴۴

اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے چنانچہ قرآنِ مجید میں صراحت کے ساتھ آیا ہے۔

ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ ؎

جس نے رسول کی اطاعت کی بلا شبہ اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

آپ کی اطاعت اور سنت کا اتباع جس طرح آپ کے دورِ سعید میں کیا جاتا تھا، اسی طرح آپ کے بعد بھی ضروری ہے۔ آپ کا ارشادِ مبارک ہے۔

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما
کتاب اللہ و سنۃ رسولہ ؎

میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جن دو کو جب تک مضبوط پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔

اور ایک دوسری حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا۔

الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ ؎

سنو! مجھے قرآن دیا گیا ہے۔ اور اس کی مثل مزید برآں۔

اور ظاہر بات ہے۔ کہ "مثلہ معہ" سے مراد سنت ہی ہے۔

حفاظتِ حدیث

مسلمانوں نے آغازِ اسلام سے قرآن مجید کے بعد اس علم کو سینہ سے لگایا۔ اور اپنی پوری محنت، قابلیت اور اخلاص و عقیدت کے ساتھ اس کی ایسی خدمت کی کہ دنیا کی کوئی قوم اپنی قدیم روایات و اسناد کی حفاظت کی مثال پیش نہیں کرسکتی۔ اور ایسا ہونا بھی ضروری تھا، کیونکہ اسلام قیامت تک کی زندگی لے کر آیا ہے اس لئے اس کے صحیفہ آسمانی اور حیات ہندی کا رشتہ بھی قیامت کے دامن سے وابستہ ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں

مسلمانوں نے آغازِ اسلام سے قرآن مجید کے بعد اس علم کو سینہ سے لگایا

اور اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کا اظہار قرآن مجید میں یوں کیا ہے

وکیف تکفرون باللہ تتلی علیکم ایات اللہ و فیکم رسولہ[1]

اور تم کیسے اللہ کے ساتھ کفر کر سکتے ہو۔ حالانکہ تم کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تم میں اسکا رسول موجود ہے۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی دائمی ہدایت کے لیئے دو ایسی مشعلیں روشن کر دی ہیں۔ جو قیامت تک بجھنے والی نہیں ہیں ان میں سے تو ایک آیات اللہ ہیں یعنی قرآن پاک اور دوسری چیز رسول کا وجود، حقیقی وجود بھی اور مجازی بھی۔ ظاہر ہے کہ کوئی انسان اس دنیا میں ہمیشہ کے لیئے نہیں آیا۔ اور نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن مجید نے اس کو بھی ظاہر کر دیا ہے۔

(۱) وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد[2]

(۲) انك ميت وانهم ميتون[3]

(۱) اور ہم نے آپ سے پہلے کسی کے لیئے بھی ہمیشہ کی حیات دنیا میں نہیں رکھی۔

(۲) آپ بھی مرجائیں گے اور وہ بھی مرجائیں گے

لیکن اس موت کے بعد بھی حیاتِ نبوی کو مجازاً دوام و قیام نصیب ہے۔ اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی کے ہر حرف کو دوام بخشا اور علم حدیث کے اوراق میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی اہل بصر کو چلتے پھرتے اور بولتے چالتے دکھائی دیتے ہیں۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

تركت فيكم امرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنة رسوله (مؤطا مشكوٰة باب الاعتصام بالسنة)۔

میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جن دو کو جب تک مضبوط پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب

[1] آل عمران - ۱۰۱ - [2] الانبیاء - ۳۴ - [3] الزمر - ۳۰ -

اور رسول کی سنت۔
اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔کہ مسلمانوں کے پاس قرآنِ پاک اور سنت نبوی دونوں مل کر قیامت تک یہ ہدایت کا سرچشمہ رہیگا دوسری بات اس سے یہ واضح ہو گئی۔کہ اسلام کی صحیح تصویر اور اسلام کی صحیح تعلیم کتاب اور سنت کی توفیق و تطبیق سے معلوم ہوگی۔[1]

تدوین حدیث

یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے۔کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے عہد مبارک میں حدیث لکھنے کا اہتمام نہیں کیا گیا۔جتنا کہ قرآن مجید لکھنے کا کیا گیا۔ بلکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے۔کہ آپ نے کتابت حدیث کی ممانعت کر دی تھی۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تکتبوا عنی ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحہ
وحدثوا عنی فلا حرج ومن کذب علی متعمداً
فلیتبوأ مقعدہ من النار[2]

تم میری احادیث نہ لکھو اور قرآن کے علاوہ جو میری حدیثیں لکھتا ہو۔ اس کو چاہیے کہ اس کو مٹا دے۔ ہاں میری حدیث بیان کرو۔ اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور جو شخص عمداً مجھ پر جھوٹ باندھے اس کو اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لینا چاہیے۔

اسی کے ساتھ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے۔کہ بعض خاص خاص ارشادات نبوی تھے جنہیں آپ نے خود قلمبند کرایا۔ یاکسی نے خود اسے قلمبند کرنا چاہا۔تو آپ نے اس کی ممانعت نہیں فرمائی

حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔کہ خزاعہ کے آدمیوں نے فتح مکہ کے سال بنولیث کے کئی ایک آدمیوں کو اپنے ایک مقتول کے بدلہ قتل کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:

اللہ نے مکہ میں قتل کرنے کی ممانعت کر دی ہے اور مکہ پر رسول اللہ

اور مومنین مسلط کر دیئے گئے ہیں۔ یہ نہ مجھ سے قبل کسی کے لیئے حلال تھا۔ اور نہ میرے بعد کسی کے لیئے حلال ہے، ہاں یہ دن میں صرف ایک ساعت کے لیئے حلال تھا لیکن اب اس وقت قتل و قتال حرام ہے۔ نہ تو یہاں کا کانٹا کاٹا جا سکتا ہے۔ اور نہ یہاں کے کسی درخت کو قطع کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ یہاں کی کوئی پڑی ہوئی چیز اٹھائی جا سکتی ہے۔ صرف وہ اٹھا سکتا ہے۔ جس کی چیز گم ہو گئی ہو۔ اور وہ اسے ڈھونڈنے نکلا ہو۔ اور جس شخص کا کوئی آدمی قتل کر دیا گیا ہو۔ اس کو اختیار ہے چاہے مقتول کے بدلہ میں دیت لے یا قصاص!

اتنے میں ایک یمنی شخص آیا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ میں لکھ لوں (یعنی آپ کا یہ خطبہ) آپ نے فرمایا اس شخص کے لیئے لکھ دو [1]

بعض روایات میں کتابتِ حدیث کی ممانعت اور بعض روایات میں کتابتِ حدیث کی اجازت! اس پر محدثین کرام نے اس طرح تطبیق کی ہے۔

مولانا سعید احمد اکبر آبادی (م ۱۴۰۵ھ) لکھتے ہیں کہ

آپ نے جس زمانہ میں کتابتِ حدیث کی ممانعت فرمائی تھی وہ نزولِ وحی کا زمانہ تھا۔ اگر قرآن مجید کی طرح حدیث کی کتابت کا بھی اہتمام کیا جاتا تو اندیشہ تھا کہ دونوں میں التباس واقع ہو جائے۔ پھر جب التباس کا اندیشہ جاتا رہا تو آپ نے لکھنے کی اجازت دے دی۔ بہر حال یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں آپ کے اقوال و افعال کو قلمبند کرنے کا عام اہتمام نہیں تھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کی وفات کے بعد صحابہ کرام کے پاس بجز قرآن کے کوئی کتاب صحیفہ نہیں تھا۔ کسی ضرورت کے وقت اگر وہ کوئی حدیث بیان بھی کرتے تھے تو اپنے حافظہ سے بیان کرتے تھے [2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الدیات باب من قتل [2] فہم قرآن مطبوعہ ۱۹۸۱ء ص ۱۰۰

بعض خاص صحیفے روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض خاص موضوعات پر عہد نبوی میں خاص صحیفے مرتب ہوئے تھے۔ امام بخاری (م ۲۵۶ھ) اپنی کتاب الجامع الصحیح میں ایک روایت لائے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حدیث کی کتابت کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو کثیر الروایات صحابی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بجز حضرت عبداللہ بن عمرو کے مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ اس لئے کہ وہ احادیث قلمبند کرتے تھے اور میں زبانی یاد رکھتا تھا۔[1] اور عہد صحابہ میں جن صحیفوں کا ذکر ملتا ہے وہ زیادہ تر زکوٰۃ وغیرہ کے خاص خاص احکام سے متعلق تھے

تحریک تدوین حدیث پہلی صدی ہجری کے اختتام تک کتابتِ حدیث کا مسئلہ نہایت مختلف فیہ رہا مگر قرآن مجید کی اس قدر اشاعت ہو چکی تھی۔ کہ اب اس میں التباس و اشتباہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اور اسلام عرب سے باہر عجم کے بہت سے ملکوں پر بھی حکمران بن چکا تھا۔ اور لوگ بکثرت اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ اور اس وقت شدت سے یہ ضرورت محسوس کی گئی۔ کہ حدیث و سنت کے سرمایہ کو جو صحابہ و تابعین سے منتقل ہوتا چلا آ رہا تھا۔ مدون کیا جائے اور وہ علم جو محدثین کرام کے سینوں میں تھا اس کو محفوظ کیا جائے

۹۹ھ میں جب خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز منصب خلافت پر فائز ہوئے جن کی ذات سرتا پا اسلام کی اعجاز تھی۔ اور خدا کی قدرت کی ایک نشانی تھی۔ انھوں نے دیکھا۔ کہ جن بزرگوں کے سینوں میں اقوال و افعال نبوی کا ذخیرہ موجود ہے یکے بعد دیگرے اٹھتے چلے جا رہے ہیں اور اس کے ساتھ روافض و خوارج اور قدریہ وغیرہ نئے نئے فرقے جنم لے رہے ہیں اس لئے ضرورت ہے۔ کہ حدیث و سنت کی تدوین کی جائے چنانچہ آپ نے قاضی ابوبکر ابن محمد بن حزم (م ۱۲۰ھ) جو ایک بہت بڑے عالم اور محدث تھے اور مدینہ کے گورنر تھے۔ ان کو حدیث کی تدوین کی طرف توجہ دلائی چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان کو لکھا:

انظر ما کان من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فاکتبہ لی فانی خفت دروس العلم وذھاب
العلماء ولا یقبل الا حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم[1]

حدیث نبویہ کی تلاش کر کے ان کو لو کیونکہ مجھے
علم کے مٹنے اور علماء کے فناء ہونے کا خوف
معلوم ہوتا ہے اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث قبول کی جاتے۔[1]

حافظ ابن حجر (م ۸۲۵ھ) نے فتح الباری میں ابونعیم کی تاریخ اصبہان سے ایک روایت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مدینہ اور صرف مدینہ کے گورنر کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ انہوں نے تمام صوبوں کے گورنروں کے پاس اسی قسم کا فرمان بھیجا تھا۔[2] بہر حال اس حکم کی تعمیل کی گئی اور جمع شدہ حدیث کے مجموعے تیار کر کے تمام ممالک محروسہ میں تقسیم کیے گئے۔

علامہ ابن عبدالبر قرطبی اندلسی (م ۴۶۳ھ) نے اپنی کتاب جامع بیان العلم میں سعد بن ابراہیم کی ایک روایت نقل کی ہے کہ

امرنا عمر بن عبدالعزیز بجمع السنن فکتبناھا
دفترا دفترا فبعث الی کل ارض لہ علیھا
سلطان دفترا[3]

ہم کو عمر بن عبدالعزیز نے جمع حدیث کا حکم دیا۔ اور
ہم نے دفتر کے دفتر حدیثیں لکھیں اور انہوں نے
ایک ایک مجموعہ ہر جگہ جہاں جہاں ان کی حکومت تھی
بھیج دیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے حکم سے امام ابن شہاب زہری (م ۱۲۵ھ) نے بھی حدیث کا مجموعہ مرتب کیا۔[4]

درس حدیث

دوسری صدی ہجری کے نصف اول کے ہوتے ہوتے درس حدیث کا عام چرچا ہو گیا۔ مدینہ، بصرہ، کوفہ، شام

میں اس کے مستقل مراکز قائم تھے۔ جنہوں نے حضرت عکرمہ مولیٰ ابن عباسؓ نافع مولیٰ ابن عمرؓ، سعید بن جبیرؒ، مجاہد بن جبیرؒ، طاؤس بن کیسان، ابن شہابؒ زہری وغیرہ ایسے ائمہ حدیث اور ارباب علم وفضل پیدا کیئے

عہد بنی عباس میں تدوین حدیث کا آغاز

بنو عباس کے عہد حکومت میں جب علم وفن کا چرچا عام ہوا۔ اور اسلامی علوم وفنون کی تدوین شروع ہوئی تو علمائے اسلام نے مختلف شہروں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال اور آپ کی سیرتِ مقدسہ مدون کرنے کی طرف توجہ مبذول کی۔ چنانچہ مکہ میں ابن جریج (م ۱۵۱ھ) نے، مدینہ میں محمد بن اسحاق (م ۱۵۱ھ) اور امام مالک ابن انس (م ۱۷۹ھ) نے، بصرہ میں ربیع بن صبیح (م ۱۶۰ھ) سعید بن عروبہ (م ۱۵۶ھ) اور حماد بن سلمہ (م ۱۷۶ھ) نے، کوفہ میں سفیان ثوری (م ۱۶۱ھ) شام میں امام اوزاعی (م ۱۵۶ھ) نے، یمن میں معمر (م ۱۵۳ھ) خراسان میں عبد اللہ بن مبارک (م ۱۸۱ھ) نے، اور مصر میں لیث بن سعد (م ۱۷۵ھ) نے الگ الگ مجموعہائے حدیث مدون کیئے ابن جریج کی وفات ۱۵۰ سنہ ہجری میں ہوگئی تھی۔ اس لیئے غالب یہ ہے۔ کہ اس کار خیر میں سبقت کا سہرا انہیں کے سر ہو گا۔[1]

ان محدثین کرام نے حدیث کی جو قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ مولانا سعید احمد اکبر آبادی (م ۱۴۰۵ھ) اس پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان ائمہ حدیث نے یہ مجموعے اس جذبہ کے تحت مرتب کیئے تھے کہ علمائے کرام فنا ہو رہے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ علم بھی بالکل فنا ہو جائے اس لیئے انہوں نے ان کتب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کے ساتھ صحابہ کرامؓ کے اقوال اور تابعین کے فتاویٰ بھی شامل کر دیئے۔ ان مجموعوں میں سے آج کل صرف موطا امام مالکؒ پایا جاتا ہے۔ جس کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جامعین حدیث نے اقوال صحابہ کی حفاظت میں بھی

وہی اہتمام کیا جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی تدوین و حفاظت میں بھی تھا۔

دوسری صدی ہجری کے اختتام پر بعض محدثین کرام کو یہ خیال پیدا ہوا[۸] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو اقوالِ صحابہ اور فتاوٰی تابعین سے الگ کرکے علیحدہ مجموعہ میں محفوظ کر دینا چاہیے چنانچہ اس مقصد کے لیے متعدد علمائے کرام نے مسانید لکھیں۔ اس سلسلہ میں امام عثمان بن ابی شیبہ (م ۲۳۵ھ) اور امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) کے اسماءِ گرامی زیادہ نمایاں ہیں۔

تیسری صدی ہجری میں تدوین حدیث

تیسری صدی ہجری کا زمانہ تدوین کی تاریخ بہت اہم ہے۔ کیونکہ اس صدی میں حدیث کی سب سے زیادہ اہم کتابیں تالیف ہوئیں۔ تنقید رواۃ کے اصول مرتب ہوئے۔ جرح و تعدیل کے اسباب بھی مقرر کیئے گئے اور اب تک جس طرح متنِ حدیث کے یاد کرنے، پرکھنے اور اس کو سمجھنے کا اہتمام کیا جاتا تھا اس کے ساتھ اسانید کو محفوظ رکھنے اور ان کی صحت و سقم کی تحقیق و تفتیش کا بھی اہتمام ہونے لگا۔ اور علمِ اسماء الرجال کے نام سے ایک مستقل علم کی بنیاد پڑی۔

اِس عہد میں امام بخاری (م ۲۵۶ھ) نے الجامع الصحیح، امام مسلم (م ۲۶۱ھ) نے اپنی صحیح مسلم مرتب کی۔ اور امام ابن ماجہ (م ۲۷۳ھ) اور امام ابوداود (م ۲۷۵ھ) نے اپنی اپنی سنن، امام ترمذی (م ۲۷۹ھ) نے اپنی جامع اور امام نسائیؒ (م ۳۰۳ھ) نے اپنی سنن کو مرتب کیا۔ یہ چھ کتابیں حدیث کی سب سے زیادہ مستند اور صحیح سمجھی جاتی ہیں اور ان کو صحاح ستہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے

محدثین صحاح ستہ کے علاوہ اور بھی شخصیتیں ہیں۔ جن کے آثار اور مجموعہ ہائے حدیث آج بھی اپنے حسن ترتیب اور طرز تالیف کے سبب اعتبار کی آنکھوں سے لگائے جاتے ہیں ان حضرات میں امام ابو داؤد طیالسی (م ۲۰۴ھ) امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) اور امام اسحاق بن راھویہ (م ۲۳۸ھ) قابل ذکر ہیں

---

[۸] فہم القرآن مطبوعہ لاہور ج ۱، ص ۱۵۳۔

چوتھی صدی ہجری تا ساتویں صدی ہجری میں تدوین حدیث

چوتھی صدی ہجری میں امام علی بن عمر دارقطنی (م ۳۸۵ھ) امام عبدالرحمن ابن ابی حاتم (م ۳۲۷ھ) پانچویں صدی ہجری کے احمد بن عبداللہ ابو نعیم اصبہانی (م ۴۳۰ھ) امام احمد بن حسین بیہقی (م ۴۸۵ھ) اور چھٹی صدی ہجری میں امام حسین بن مسعود بغوی (م ۵۱۶ھ) امام ابوالقاسم علی بن عساکر (م ۵۷۱ھ) اور ساتویں صدی ہجری میں محمد بن عبدالواحد المقدسی (م ۶۴۳ھ) اور امام عبدالعظیم منذری (م ۶۵۶ھ) خاص طور قابل ذکر ہیں ان حضرات نے حدیث کی جو گرانقدر علمی خدمات سرانجام دیں۔ ان کا تذکرہ انشاء اللہ العزیز تا قیامت باقی رہے گا۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفے برجاں مسلم داشتن

الاسلام ڈائری

۱۹۸۷ء

الاسلام ڈائری ۱۹۸۷ء ترتیب و تکمیل کے مراحل میں ہے۔
احباب جماعت اپنے دینی و علمی اور کاروباری اداروں کے اشتہار جلد بھجوائیں۔ ڈائری کی پیشگی قیمت صرف -/۲۵ روپے
عام قیمت -/۴۰ روپے
آج ہی آرڈر کی رقم بھیج کر اپنی ڈائری محفوظ کرلیں۔

ادارہ الاسلام ڈائری۔ ۵۰۔ لوئر مال لاہور
فون: ۲۲۵۳۵۳ - ۵۴۰۷۲